# کتاب نما

**تاریخ اسلام اور مسلمانوں کی نشات ثانیہ** ' پروفیسر انور رومان۔ ناشر: نیشنل بک فاؤنڈیشن ' اسلام آباد۔ صفحات: ۲۳۰۔ قیمت: ۹۰ روپے۔

مسلمانوں کی نشات ثانیہ دور حاضر میں ملت اسلامیہ کا غالباً سب سے بڑا مسئلہ ہے اور اہم موضوع بھی۔ پروفیسر انور رومان نے اپنے وسیع مطالعے کے پس منظر میں اور بڑی دردمندی کے ساتھ اسی مسئلے پر کلام کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلم ممالک کے ظاہری حالات حوصلہ افزا نہیں ہیں۔ ۸۰ فی صد سے زیادہ آبادی "حال مست اور مال مست" ہے۔ صرف ۱۵' ۱۶ فی صد قصباتی اور متوسط آبادی' خواندہ' باشعور' روشن خیال اور متحرک ہے۔ اکثر و بیشتر مسلم حکمران' عالمی استعماری طاقتوں کے "طفیلی سیارے" ہیں یا ان کی کٹھ پتلیاں ہیں۔ اس صورت میں مسلم نشات ثانیہ ایک گریز پا خواب معلوم ہوتا ہے۔

مصنف نے تاریخ کے اوراق الٹ کر ملت اسلامیہ کی موجودہ صورت حال یا اسباب زوال امت کا سراغ لگانے کی کوشش کی ہے۔ خلفاے راشدین کے نظم و حکومت اور پھر دور ملوکیت کے بعض اہم حکمرانوں کے مختلف اقدامات کا تجزیہ کیا ہے۔ (اسے وہ خلافت ملوکیہ کہتے ہیں کیونکہ یہ نام کی خلافت تھی مگر فی الحقیقت ملوکیت تھی)۔ پروفیسر انور رومان نے بڑی صاف گوئی سے کچھ سوالات اٹھائے ہیں۔ وہ ان لوگوں سے متفق نہیں ہیں جو مسلم اکابر کی بشری کمزوریوں کا ذکر کرنا بھی روا نہیں سمجھتے۔ بلکہ مصنف اس بات کے قائل ہیں کہ مسلمانوں پر چھائی ہوئی مسکنت کے اسباب تلاش کرنا ضروری ہیں اور اس ضمن میں غلط فہمی' خوش فہمی اور افراط و تفریط سے بچتے ہوئے' جائز اور متوازن تنقید میں کوئی حرج نہیں' مگر اس کا مطلب سب و شتم یا تبرابازی بھی نہیں۔ مصنف نے اموی' عباسی اور دیگر ملوکیتوں کا جائزہ لیتے ہوئے خصوصاً حضرات معاویہؓ' عقبہ بن نافعؓ' ولید بن عبدالملک اور سلیمان بن عبدالملک کے مثبت کارناموں اور ساتھ ہی ان کے کمزور یا منفی پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ مصنف کے بقول "تاریخ کو ہمیشہ دونوں کھلی آنکھوں سے دیکھنا چاہیے اور میزان عقل اور میزان عدل دونوں پر تولنا چاہیے" (ص ۵۷)۔ خود مصنف نے یہی طرز عمل اختیار کیا ہے۔ چنانچہ ان کا تجزیہ چشم کشا ہے۔ مسلم تاریخ کے بعض پہلو عبرت آموز ہیں اور بعض تاریخ عالم کے زریں اوراق۔

ایک حصے میں مصنف نے بتایا ہے کہ یہ ایمان اور قرآن تھا جو ملائیشیا اور انڈونیشیا کے علاقے میں اسلام کی روشنی پھیلنے کا سبب بنا۔ "اسلام کی قوت نامیہ" کے اسباب یہ تھے: اسلامی عقائد' عبادات' معاملات' اخلاق' علم و فضل' خواندگی' تعلیم عامہ' اسلامی معاشرہ اور حکومت اسلامیہ۔ ایک باب میں تصوف پر بھی بحث کی ہے مگر توازن کے ساتھ۔ کہتے ہیں: "مسلمانوں نے شاید تصوف کے زیر اثر وجدانیات کو جتنی مضبوطی سے پکڑا' عقلیات و شعوریات سے وہ اتنا ہی گریزاں و لرزاں رہے" (ص ۱۱۹)۔ باب ہفتم (مسلمانوں کے زوال کے اسباب) ساری بحث کا حاصل ہے۔ وہ کہتے ہیں: کچھ اسباب و علل (دھندلے ہونے کے باوجود) مسلمانوں کی نشات ثانیہ کا پتا دے رہے ہیں کیونکہ اُن کی نظریاتی اساس بہت مضبوط ہے۔ علم و فن اور حکمت و دانش کے پہلو پر بھی خاص توجہ دینی ہوگی۔ معاشرے کو حقیقی معنوں میں اسلامی بنانا ہوگا۔ پھر نظم حکومت کو صحیح معنوں میں اسلامی اصولوں پر استوار کرنا ہو گا۔ مصنف نے "مجلس اقوام اسلامیہ" کا تصور پیش کیا ہے جس کا مرکز مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ ہو۔ کہتے ہیں: یہ بات باعث اطمینان ہے کہ حکومت سعودیہ ملوکیت ہونے کے باوجود خادم حرمین شریفین کا فریضہ بہ احسن طریق انجام دے رہی ہے (ص ۲۱۱)۔ مگر' ان کے خیال میں' بین الاقوامی منظرنامے میں مسلمانوں کا کمزور ترین پہلو غالباً ان کے حکمران ہیں: شخصی اور موروثی' عموماً بے ذوق' بے حس اور اقتدار مست۔ فوجی حکمران امتداد اقتدار کے متعلق سوچتے ہیں اور نام نہاد جمہوری حکمران بس اپنی کرسی بچانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ ان سب کو نہ تو قومی اور عوامی مسائل کا ادراک ہے نہ تردد۔ وہ کسی نہ کسی عالمی سپرطاقت کی جیب میں ہیں اور ان کی خواہشات کے غلام ہیں (ص ۱۵۹)۔

پروفیسر انور رومان رجائیت پسند ہیں۔ مسلمانوں کا مجموعی بین الاقوامی منظرنامہ حوصلہ افزا نہیں ہے مگر مصنف متوسط طبقے سے پُرامید ہیں' جن کے ہاں ماضی کی جان دار روایات اب بھی زندہ ہیں اور یہ کسی تابناک مستقبل کی نقش گری کی بنیاد بن سکتی ہیں۔ جمال الدین افغانی' علامہ اقبال' مولانا مودودی' مولانا محمد الیاس اور ان جیسے بہت سے مشاہیر اسلامی ممالک میں اصلاح امت اور نشات ثانیہ کے لیے سرگرم عمل رہے ہیں۔ ان کے خیال میں ملوکیت کی آکاس بیل سے چھٹکارا ضروری ہے اور اس کے ساتھ ہی رجوع الی اللہ ناگزیر ہے۔ وہ کہتے ہیں: ارجعوا الی القرآن' ارجعوا الی محمد (قرآن کی طرف لوٹ جاؤ' محمدؐ کی طرف لوٹ جاؤ) میں ہی نشات ثانیہ مل سکتی ہے' ملے گی' ضرور ملے گی (ص ۱۸۰)۔

ہمارے خیال میں پروفیسر انور رومان نے مسلم نشات ثانیہ کے مسئلے کو بڑی خوبی' عمدگی اور توازن کے ساتھ سمجھا اور سمجھایا ہے۔ ان کا تجزیاتی انداز عالمانہ اور دردمندانہ ہے۔ اس اعتبار سے اس کتاب کی وسیع اشاعت مفید رہے گی' اگر انگریزی' عربی اور دیگر زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو سکے تو بہت اچھا ہے (رفیع الدین ہاشمی)۔

**شہدائے بالاکوٹ** --- ، ڈاکٹر ایچ بی خان۔ ناشر: الحمد اکادمی، ۲ جے ۱۸ / ۱، ناظم آباد، کراچی ۷۴۶۰۰۔ صفحات: ۲۱۰۔ قیمت: ۱۵۰ روپے۔

اس کتاب کا مکمل نام ہے: **شہدائے بالاکوٹ کا مقدس خون درحقیقت قرارداد پاکستان**۔ یہ طویل نام، کتاب سے زیادہ اخبار کی سرخی یا کوئی قرارداد محسوس ہوتی ہے۔

تاریخی واقعات میں ایک تسلسل ہوتا ہے۔ قیام پاکستان کو وادی سندھ میں محمد بن قاسمؒ کے قدم رکھنے سے جوڑا جاتا ہے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی برپا نہ ہوتی تو انگریز رخصت نہ ہوتے، پاکستان قائم نہ ہوتا۔ اسی طرح سید احمد شہیدؒ نے تحریک مجاہدین برپا نہ کی ہوتی تو انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کی جدوجہد آزادی شروع نہ ہوتی۔

اس کتاب کا تقریباً نصف سید احمد شہیدؒ کی تحریک پر اور نصف قیام پاکستان کی جدوجہد پر ہے۔ سید احمد شہیدؒ کی تحریک جہاد پر غلام رسول مہرؒ اور مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی قابل قدر کاوشیں موجود ہیں۔ اسی طرح قیام پاکستان پر بھی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ یہ کتاب جس نے ایک مقالہ نویسی مقابلے میں پہلا انعام حاصل کیا، قیام پاکستان کو اس جدوجہد کا فطری نتیجہ قرار دیتی ہے جس کا آغاز شاہ ولی اللہؒ نے کیا تھا۔ اسی لیے جدوجہد پاکستان کو مسلم لیگ اور کانگریس کی قراردادوں کے حوالے سے بیان نہیں کیا گیا ہے۔ کتاب واضح کرتی ہے کہ ابھی تک وہ مقاصد حاصل نہیں ہوئے جس کے لیے شہدائے بالاکوٹ نے اپنا خون پیش کیا۔ جنگ آزادی میں مسلمانوں نے غیر معمولی قربانیاں دیں اور ۱۹۴۷ء میں گھربار لٹائے اور عزتیں قربان کیں۔ کتاب کا اختتام بجا طور پر قرارداد مقاصد پر کیا گیا ہے، جو دراصل اللہ تعالیٰ سے ایک عہد وپیمان ہے جسے پورا کرنا حکمرانوں کی آئینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔

اس نوعیت کی کتابوں کو پڑھنے والے ویسے ہی کم ہوتے چلے جا رہے ہیں لیکن اگر پیش کش معیاری نہ ہو تو اور بھی کم ہو جاتے ہیں (**مسلم سجاد**)۔

**خواتین کمیشن رپورٹ کا جائزہ** ، ثریا بتول علوی۔ ناشر: منشورات، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔ صفحات: ۶۴۔ قیمت: ۹ روپے۔

ماضی میں خواتین بالعموم امتیازی سلوک کا شکار رہی ہیں اور جدید دور میں بھی "حقوق" اور "مساوات" کے نام پر انھیں فریب دیا جا رہا ہے۔ سب سے زیادہ افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ نہ تو فرزندان اسلام اس بارے میں اپنے فرائض سے واقف ہیں اور نہ اسلام کی بیٹیوں کو اپنے حقوق و فرائض سے

کماحقہ، آگاہی حاصل ہے۔

ہمارے ہاں مختلف حکومتوں نے خواتین کے اصلاح احوال کے لیے مختلف کمیشن قائم کیے مگر ان کے نتیجے میں پاکستانی خواتین کی وہ حیثیت معین و مشخص نہ ہو سکی، جس سے خواتین اپنا صحیح اسلامی کردار ادا کر سکتیں۔ اگست ۱۹۹۷ء میں خواتین کمیشن کی ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی۔ شرکاے کمیشن نے مختلف حوالوں سے تجاویز پیش کی تھیں۔ پروفیسر ثریا بتول علوی نے، جو ایک نمایاں اہل قلم خاتون کے طور پر پہچانی جاتی ہیں، متذکرہ تمام تجاویز کا ایک ایک کر کے جائزہ لیا ہے۔ اسلام کی تعلیمات سے جو تجاویز متصادم ہیں ان کی نشان دہی کی ہے۔ اس کے علاوہ مغربی طرز زندگی کو جہاں جہاں مسائل کا "حل" بنا کر پیش کیا گیا ہے، اس فریب کا پردہ بھی چاک کیا ہے۔ ان کا طرز تحریر دل کش اور استدلال موثر ہے۔ لکھتی ہیں:

> امریکہ میں آج تک کوئی خاتون صدر نہیں بن سکی اور نہ سپریم کورٹ کی جج بن سکی--- برطانیہ کے دارالعوام میں خواتین ارکان کا تناسب ۳ فی صد، امریکہ کے ایوان نمایندگان میں ۲ فی صد، جرمن پارلیمنٹ میں ۷ فی صد، سابقہ سوویت یونین میں ۳۰ فی صد رہا ہے۔ یہ ان ممالک کا حال ہے جہاں زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کو شانہ بشانہ اور قدم بقدم رکھا جاتا ہے اور جہاں نام نہاد آزادی نسواں عروج پر ہے (ص ۱۳)۔

دستور، سیاسی امور میں شرکت، شہریت، عائلی قوانین، قوانین ملازمت، قوانین فوج داری، قوانین حدود، قانون شہادت، ترقی کے حقوق اور اداروں کی اصلاح کے حوالے سے پروفیسر صاحبہ نے جن تجاویز کو غیر معقول محسوس کیا ہے، ان کی نشان دہی کی ہے۔

طباعت و اشاعت کا معیار عمدہ ہے۔ فہرست عنوانات آغاز میں ہونی چاہیے تھی۔ اسلام، پاکستانیات اور حقوق و آزادی نسواں کے موضوعات پر یہ ایک اہم تحریر ہے (محمد ایوب منیر)۔

---

**سرسید کا اصلاحی مشن**، از ڈاکٹر توقیر عالم فلاحی۔ ناشر: یونی ورسل بک ہاؤس، عبدالقادر مارکیٹ، علی گڑھ۔ صفحات: ۲۰۵۔ قیمت: ۱۰۰ روپے۔

انگریزی استعمار کے زمانے میں ایک جانب تو سید احمد شہیدؒ اپنے مجاہد رفقا کے ساتھ ایمان و عشق کی داستانیں رقم کر رہے تھے اور دوسری طرف یہاں کے جاگیردار، مراعات یافتہ طبقے اور مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ طرح طرح کے مفادات حاصل کر رہے تھے۔ ان کے درمیان ایک تیسرا گروہ بھی موجود تھا اور اس کا کام بڑا مشکل تھا۔ اس کے راہبر سید احمد خاں تھے۔

زیر تبصرہ کتاب کے مصنف نے احساس عدل کے ساتھ سید احمد خاں کے تصور اور عمل کو پیش کرنے

کی کوشش کی ہے۔ دور سرسید میں مسلمانوں کو ایک مخصوص سیاسی صورت حال کا سامنا تھا۔ اس تناظر میں مصنف نے سرسید کی خدمات کا بے کم و کاست ذکر کیا ہے مگر وہ یہ بھی نہیں چاہتے کہ سرسید کو آنکھیں بند کر کے مذہبی پیشوا تسلیم کر لیں اور نہ اس طرز فکر کو قرین انصاف سمجھتے ہیں کہ کچھ اختلافات کی وجہ سے سرسید کو سب و شتم کا نشانہ بنایا جائے۔

سرسید کی تصنیف خطبات احمدیہ کے بارے میں مصنف رقم طراز ہیں: "بے پناہ عقیدت رسولؐ کے جذبہ و خلوص کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر اس تصنیف کو سرسید کی دیگر تمام تصنیفات میں سرفہرست رکھا جائے تو بے جا نہیں" (ص ۸۱)۔ ولیم میور کی دل آزار کتاب Life of Muhammad (حیات محمدؐ) کو دیکھ کر سرسید تڑپ اٹھے۔ انھوں نے لکھا: "ان دنوں قدرے دل کو سوزش ہے۔ ولیم میور کی کتاب --- نے دل جلا دیا، اور اس کی ناانصافیوں کو دیکھ کر دل کباب ہو گیا۔ اس ضمن میں کتاب لکھ دی جائے، اگر تمام روپیہ خرچ ہو جائے اور میں فقیر بھیک مانگنے لائق ہو جاؤں تو بلا سے" (ص ۷۹)۔ کاش، سرسید کا کندھا استعمال کرنے والے آج کے نام نہاد مسلم دانش ور، ایسا قلم اور ایسا دل پیش کر پاتے!

ڈاکٹر فلاحی نے یہ بھی لکھا ہے: "بعض مذہبی امور و معاملات کی توضیح و تعبیر میں حزم و احتیاط کے تقاضوں کا دامن ان سے چھوٹ جاتا ہے (ص ۴۴)--- ان میں بڑا جوش و ولولہ تھا..... لیکن یہ سچ ہے کہ وہ ان بزرگوں کی طرح قرآن و سنت کے رمز شناس و نکتہ داں نہ تھے جس کی بنا پر، تمام تر خلوص و نیک نیتی کے باوجود تاویل و تفسیر میں حد سے تجاوز کر گئے (ص ۴۸)۔ ان کے خیال میں سرسید کی اصل حیثیت ایک مصلح کی ہے۔ وہ اپنے اصلاحی مشن میں وہابی تحریک کے علم برداروں سے بھی کافی متاثر تھے، لیکن تجدد کا علم اپنے ہاتھوں میں لیا تو نیچر اور سائنس کی مطابقت کے شوق میں وہ کافی دور نکل گئے (ص ۲۷)۔

مصنف نے سرسید کی آرا کو، مذہب، تعلیم، سیاست اور معاشرت کے حوالے سے پرکھا ہے۔ یوں کم ضخامت کی کتاب میں بڑے توازن کے ساتھ ایک وسیع موضوع کو، کامیابی کے ساتھ سمو دیا ہے (سلیم منصور خالد)۔

**ہمیں خدا کیسے ملا؟**، ڈاکٹر عبدالغنی فاروق۔ ناشر: مکتبہ تعمیرانسانیت، اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۲۹۴۔ قیمت: ۳۰۰ روپے۔

اس وقت مغرب اور اسلام کے حوالے سے جمہوریت اور انسانی حقوق کے ساتھ ساتھ خواتین کا ذکر بھی ایک بڑے مسئلے کے طور پر ہوتا ہے کہ اگر اسلام، خواتین کے بارے میں اپنا روایتی موقف تبدیل نہیں کرتا تو اکیسویں صدی کی جدید خاتون کو کیسے ساتھ لے سکتا ہے؟

دوسری طرف ہمارے علم میں یہ بھی آتا ہے کہ مغرب میں عورت کی نام نہاد مساوات اور آزادی نے اس کو بڑا مظلوم بنایا ہے اور اعداد و شمار تفصیل پیش کرتے ہیں کہ وہ کتنی مظلوم ہے۔ اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس وقت اسلام قبول کرنے کا رجحان مردوں کی نسبت خواتین میں زیادہ ہے۔ ان کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے انھیں اسلام کے سائے میں آکر سکون اور پناہ مل گئی۔

نومسلموں کے قبول اسلام کی داستان، ہم خاندانی مسلمانوں کے لیے بڑی ایمان افروز ہوتی ہے (شرم اور عبرت اپنی جگہ)۔ ناشر بھی اس طرح کی کتابوں کی اشاعت سے نہیں ہچکچاتے۔ اس کتاب میں مریم جمیلہ سے لے کر جمائما خان تک، ۸۱ داستانیں جمع کر دی گئی ہیں۔

اس کتاب میں نہ صرف مغربی دنیا بلکہ ایشیائی ممالک (مثلاً کوریا، جاپان اور خود پاکستان) کی نومسلم خواتین کے حالات بھی شامل ہیں۔ مصر کی اداکارہ سمیرالباہلی، جو فلمی زندگی ترک کر کے ایک مومنہ بن گئیں، انھیں بھی شامل کیا ہے۔ مرتب نے کتاب کے آخر میں مغرب کی خواتین کی حالت زار ایک ضمیمے میں اور دوسرے ضمیمے میں تحریک آزادئ نسواں پر اقبال کی تشویش نثرونظم میں بیان کی ہے۔

قبول اسلام کے ساتھ جو مسائل پیش آتے ہیں، خاندان اور ماحول سے جو کش مکش ہوتی ہے، ان کا بیان بھی ہم مسلمانوں کے لیے جو اسلامی ماحول میں پرورش پاتے ہیں، عجیب سا لگتا ہے۔ بعض اوقات محسوس ہوتا ہے کہ ہم عرب جاہلیت کے دور میں پہنچ گئے ہیں۔ ہر ایک کا پس منظر، حالات، جذباتی کیفیات، اسباب و وجوہات، یوں سمجھیے کہ خدا کیسے ملا؟ کی داستان رنگا رنگ بن جاتی ہے اور افسانوں اور ناولوں سے زیادہ دل چسپ ہو جاتی ہے۔

کتاب کی تدوین میں اگر کہانی کا عنوان موضوعاتی بنایا جاتا اور نام اور تفصیل آخر میں دی جاتی تو تبصرہ نگار کے خیال میں کتاب زیادہ پُرکشش ہوتی۔ مذہب یا ممالک یا زمانے کی بنیاد پر حصے بنائے جاسکتے تھے۔

اس میں راج کماری جاوید بانو بیگم کی ۱۹۲۴ء کی داستان بھی ہے۔ یوں اگرچہ پوری دنیا سے ۷۵ سالوں کا انتخاب ہے تو عبدالغنی فاروق صاحب کو ایسی ہزاروں اور داستانیں بھی مل سکتی ہیں (م - س)۔


سالانہ خریداری پر 50 فیصد کمی
آخری تاریخ 30 جون 2000ء

حجاب
خواتین کا منفرد رسالہ
50 بڑے صفحات قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ خریداری 150 روپے کی بجائے 75 روپے

سہیلی
بچیوں کا واحد اصلاحی مجلّہ
80 صفحات قیمت فی شمارہ 10 روپے
سالانہ خریداری 100 روپے کی بجائے 50 روپے

چاند نگر
بچوں کا ایوارڈ یافتہ مجلّہ
48 صفحات قیمت فی شمارہ 6 روپے
سالانہ خریداری 60 روپے کی بجائے 30 روپے

نہ صرف خود جاری کروائیں بلکہ دوسروں کو بھی ترغیب دیں اور اجتماعی خریداریاں جاری کروائیں